

پردے کے بارے میں غامدی صاحب کی مغالطہ انگیزیاں

عورت کے پردے کے بارے میں جناب جاوید احمد غامدی صاحب کا کوئی ایک موقف نہیں ہے بلکہ وہ وقت اور حالات کے مطابق اپنا موقف بدلتے رہتے ہیں:

✽ کبھی فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے چادر، برقعے، دوپٹے اور اوڑھنی کا تعلق دورِ نبویؐ کی عرب تہذیب و تمدن سے ہے اور اسلام میں ان کے بارے میں کوئی شرعی حکم موجود نہیں ہے۔

✽ کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶..... جس میں ازواجِ مطہرات، بناتِ نبی ﷺ اور عام مسلمان خواتین کو جلیباب یعنی بڑی چادر اوڑھ کر اور اُس کا کچھ حصہ چہرے پر لٹکا کر گھر سے باہر نکلنے کا حکم ہے..... یہ حکم ایک عارضی حکم تھا اور ایک وقتی تدبیر تھی جو مسلم خواتین کو منافقین اور یہودیوں کی طرف سے چھیڑنے اور ایذا پہنچانے سے بچانے کے لئے اختیار کی گئی تھی۔ یہ قرآن کا مستقل حکم نہیں تھا جو بعد میں آنیوالی مسلمان خواتین پر بھی لاگو ہو۔

✽ اور کبھی کہتے ہیں کہ حجاب کا تعلق صرف ازواجِ مطہرات کے ساتھ خاص تھا۔

اس مضمون میں ہم سب سے پہلے قرآن کی روشنی میں پردے کے احکام کی تفصیل بیان کریں گے اور آخر میں پردے کے بارے میں غامدی صاحب کے متکون موقف پر تبصرہ کریں گے:

قرآن مجید میں پردے کے احکام

عورت کے پردے کے بارے میں اکثر لوگ یہ خلطِ بحث کرتے ہیں کہ وہ ستر اور حجاب میں فرق نہیں کرتے، جب کہ شریعتِ اسلامیہ میں ان دونوں کے الگ الگ احکام ہیں۔ عورت کا ستر یہ ہے کہ وہ اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے سوا اپنا پورا جسم چھپائے گی جس کا کوئی حصہ بھی وہ اپنے شوہر کے سوا کسی اور کے سامنے کھول نہیں سکتی۔ ستر کا یہ پردہ ان افراد سے ہے جن کو شریعت نے محرم قرار دیا ہے اور ان محرم افراد کی پوری تفصیل قرآن مجید کی

سورہ نور کی آیت: ۳۱ میں موجود ہے اور ان میں عورت کا باپ، اس کا بیٹا، اس کا بھائی، اس کا بھانجا اور اس کا بھتیجا وغیرہ شامل ہیں۔ ان محرم افراد سے عورت کے چہرے اور اس کے ہاتھوں کا پردہ نہیں ہے، البتہ ان کے سامنے عورت اپنے سر اور سینے کو اوڑھنی یا دوپٹہ وغیرہ سے ڈھانپے گی۔ ستر* کے یہ احکام سورہ نور میں اسی طرح بیان ہوئے ہیں:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ الْطِفْلَ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور: ۳۱-۳۲)

”اے نبی! آپ مومن عورتوں سے کہیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنے ستر کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے خود بخود ظاہر ہو جائے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے سامنے، یا اپنے باپ کے، یا اپنے سر کے، یا اپنے بیٹوں کے، یا اپنے شوہر کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے، یا اپنی عورتوں کے، یا اپنے لونڈی غلام کے، یا زبردست مردوں کے جو کچھ غرض نہیں رکھتے، یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے ابھی ناواقف ہوں۔ اس کے علاوہ وہ اپنے پاؤں زور سے نہ ماریں کہ ان کی مخفی زینت معلوم ہو جائے اور اے ایمان والو! تم سب مل کر اللہ کی طرف رجوع کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

گھر میں محرم مردوں کے سامنے عورت کے لئے پردے کی یہی صورت ہے۔ مگر عورت کا حجاب اس کے ستر سے بالکل مختلف ہے اور یہ وہ پردہ ہے، جب عورت گھر سے باہر کسی ☆ اسے ستر کی بجائے زینت کے احکام سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس آیت میں زینت کو چھپانے کے احکام ہی بیان ہوئے ہیں۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ زینت کا لفظ ’ستر‘ سے وسیع تر ہے مثلاً پاؤں مار کر چلنا، دیدہ زیب لباس یا زیورات کو چھپانا وغیرہ زینت کو چھپانا تو ہے لیکن ستر کو چھپانا نہیں۔ ح م

ضرورت کے لئے نکلتی ہے یا گھر کے اندر غیر محرم مردوں سے سامنا ہوتا ہے۔☆ اس صورت میں شریعت کے وہ احکام ہیں جو اجنبی مردوں سے عورت کے پردے سے متعلق ہیں۔ حجاب کے یہ احکام قرآن مجید کی سورۃ احزاب کی دو آیات (۵۹ اور ۵۴) میں بیان ہوئے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت حجاب یعنی بڑی چادر اوڑھے گی تاکہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے، ایسے ہی چہرے پر بھی چادر کا ایک پلو ڈالے گی۔ اب وہ صرف اپنی آنکھ کھلی رکھ سکتی ہے، باقی پورا جسم چھپائے گی۔ یہ چہرے پر نقاب کا حکم ہے، اجنبی مردوں سے عورت کا یہ پردہ ہے جسے 'حجاب' کہا جاتا ہے۔ اُردو زبان میں اسے 'گھونگھٹ نکالنا' بھی کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكُمْ أَدْنَىٰ أَنْ يَعْرِفْنَ فَلَا يُؤْذِينَ﴾ (الاحزاب: ۵۹)

”اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی نہ ستائے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“

سب سے پہلے اس آیت کے اصل الفاظ پر غور کیجئے۔ اس میں يُدْنِينَ کا لفظ آیا، جس کا مصدر اَدْنَاء ہے اور عربی زبان میں اس کے معنی 'قریب کرنے' اور 'پلیٹ لینے' کے ہیں مگر جب اس کے ساتھ علیٰ کا صلہ آجائے تو پھر اس میں اِرْخَاء کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے کہ 'اوپر سے لٹکا لینا'۔ دوسرا اہم لفظ جَلَابِيبِهِنَّ ہے۔ جَلَابِيب جمع ہے حِلَاب کی جس کے معنی رِداء یعنی 'بڑی چادر' کے ہیں اور اس کے ساتھ مِنْ کا حرف آیا ہے جو یہاں تبعیض ہی کے لئے ہو سکتا ہے، یعنی چادر کا ایک حصہ۔ مطلب یہ ہے کہ عورتیں جب کسی ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلیں تو اپنی بڑی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ لیں اور ان کا ایک حصہ یا ان کا پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ اُردو زبان میں اسے گھونگھٹ نکالنا کہا جاتا ہے۔ اَدْنَاء علیٰ کے الفاظ کا استعمال عربی زبان میں اسی مفہوم کے لئے ہے۔ جب کسی عورت کے چہرے پر سے کپڑا

☆ جیسا کہ قرآن کریم میں اسے بھی 'حجاب' قرار دیا گیا ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ ”جب تم ان سے کسی شے کا سوال کرو تو حجاب کے پیچھے سے کیا کرو۔“

سرک جائے تو اسے دوبارہ چہرے پر لٹکا لینے کے لئے عربی زبان میں یوں کہا جائے گا:
 اَدْنِيْ ثَوْبِكَ عَلٰی وَجْهِكَ ”اپنا کپڑا اپنے چہرے پر لٹکا لو۔“

اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے چہرے کے پردے اور کپڑا لٹکانے کا یہ حکم اجنبی مردوں سے متعلق ہے تو یہ مفہوم لینے کا واضح قرینہ اسی آیت کے ان الفاظ میں موجود ہے کہ ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ یعنی جب عورتیں اپنے چہرے کا پردہ کریں اور چادر اوڑھیں گی تو اجنبی لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ شریف زادیاں ہیں۔ اس طرح کسی بد باطن کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ ان کو چھیڑے یا ستائے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح پہچاننے کی اور چھیڑنے ستانے کی صورت گھر سے باہر کے ماحول ہی میں پیش آ سکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ بڑی چادر لینے کی ضرورت بھی عموماً گھر سے باہر ہو سکتی ہے، کیونکہ گھر میں اجنبی مردوں کی آمد شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ گھر میں چونکہ اکثر محرم مردوں سے ہی سامنا ہوتا ہے، لہذا اس کے لیے عورت کے پردے کے بارے میں الگ سے حکم موجود ہے جو سورہ نور کی آیت ۳۱ میں اس طرح آیا ہے: ﴿وَلِيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُيُوْبِهِنَّ﴾ ”اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔“ گویا گھر کے اندر عورت کو چادر پہننے کی ضرورت نہیں، صرف اوڑھنی کافی ہو سکتی ہے، کیونکہ گھر میں اجنبی مردوں سے بہت کم سامنا ہوتا ہے اور جب وہ گھر سے باہر نکلے گی تو بڑی چادر اوڑھے گی جس کا ایک حصہ اپنے چہرے پر بھی ڈال لے گی۔☆

اُمّتِ مسلمہ کے تمام جلیل القدر مفسرین نے سورہ احزاب کی اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے:

☆ پردہ کے سلسلہ میں تیسری اہم آیت سورہ الاحزاب کی آیت حجاب (نمبر ۵۳) بھی ہے جس میں یہ مسئلہ بیان ہوا کہ اگر کوئی غیر محرم شخص خواتین خانہ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اسے حجاب کے پیچھے سے یہ تقاضا کرنا چاہئے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاں سورہ الاحزاب کی آیت ۵۹ کی رو سے خواتین کو گھروں سے باہر جلاب..... یعنی ایسی بڑی چادر جو سر سے انہیں ڈھانپ لے اور اس میں ان کا چہرہ بھی چھپ جائے..... اوڑھنے کا حکم ہے وہاں سورہ الاحزاب کی آیت ۵۳ کی رو سے گھروں کے اندر بھی غیر محرم مردوں سے انہیں حجاب کا اہتمام کرنا چاہئے۔ یہ احکام تو غیر محرم مردوں کیلئے ہیں، جہاں تک محرم مردوں کا تعلق ہے تو سورہ النور کی آیت زینت (نمبر ۲۷) کی رو سے عورتوں کو چند محرم مردوں کے سامنے ہی اپنی زینت دکھانے کی اجازت ہے۔

① حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے، اسے حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس طرح نقل کیا ہے کہ

أمر الله نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن في حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤسهن بالجلابيب ويبدين عينا واحدة
 ”اللہ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اوپر سے ڈال کر اپنا منہ چھپالیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔“

② ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ کی روایت ہے کہ محمد بن سیرینؒ نے حضرت عبیدہ سلمانی سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ (یہ حضرت عبیدہ نبی ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہو چکے تھے مگر حاضر خدمت نہ ہو سکے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدینہ آئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ انہیں فقہ اور قضا میں قاضی شریحؒ کے ہم پلہ مانا جاتا تھا۔) انہوں نے جواب میں کچھ کہنے کی بجائے اپنی چادر اٹھائی اور اسے اس طرح اوڑھا کہ پورا سر اور پیشانی اور پورا منہ ڈھانک کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔

③ امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر جامع البیان (ج ۳۲/۳۳) پر اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ
 ”شریف عورتیں اپنے لباس میں لونڈیوں سے مشابہ بن کر گھر سے نہ نکلیں کہ ان کے چہرے اور سر کے بال کھلے ہوئے ہوں، بلکہ انہیں چاہئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں تاکہ کوئی فاسق ان کو چھیڑنے کی جرأت نہ کرے۔“

④ امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ

فأمر الله الحرائر بالتجلبب... المراد يعرفن أنهن لا يزينن لأن من تستر وجهها مع أنه ليس بعورة لا يطمع فيها أنها تكشف عورتها فيعرفن أنهن مستورات لا يمكن طلب الزنا منهن

”اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو چادر اوڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بدکار عورتیں نہیں ہیں۔ کیونکہ جو عورت اپنا چہرہ چھپائے گی، حالانکہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے، اس سے کوئی شخص یہ توقع نہیں کر سکتا کہ وہ اپنا ستر غیر کے سامنے کھولنے پر راضی ہوگی۔ اس طرح ہر شخص جان لے گا کہ یہ باپردہ عورتیں ہیں، ان سے زنا کی

اُمید نہیں کی جاسکتی۔“

- ⑤ مشہور مفسر زنجیری، اسی آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
- ”یرخینہا علیہن ویغطین بہا وجوہہن وأعطافہن (الکشاف: ج ۲ ص ۲۲۱)
- ”وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں اور اس سے اپنے چہرے اور اپنے اطراف کو اچھی طرح ڈھانک لیں۔“
- ⑥ علامہ نظام الدین نیشاپوریؒ اپنی تفسیر ’غرائب القرآن‘ میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
- ”عورتیں اپنے اوپر چادر کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں، اس طرح عورتوں کو سر اور چہرہ ڈھانکنے کا حکم دیا گیا ہے۔“ (ج ۲۲ ص ۳۲)
- ⑦ مشہور حنفی مفسر ابو بکر بھاصؒ اپنی تفسیر میں اسی آیت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ
- ”فی هذه الآية دلالة أن المرأة مأمورة بستر وجهها عن الأجانب وإظهار الستروالعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن
- ”یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلنے کے وقت ستر اور عفت کا اظہار کرنا چاہئے تاکہ مشتبہ سیرت و کردار کے لوگ اسے دیکھ کر کسی طمع میں مبتلا نہ ہوں۔“ (احکام القرآن: ج ۳ ص ۲۵۸)
- ⑧ علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود نفیؒ اپنی تفسیر ’تفسیر نفی‘ میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ
- ”وَمَعْنَى ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ یرخینہن علیہن ویغطین بہا وجوہہن وأعطافہن (تفسیر نفی: ج ۳ ص ۳۱۳)
- ”اور آیت کے الفاظ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں اور اس طرح اپنے چہروں اور اپنے اطراف کو اچھی طرح ڈھانک لیں۔“
- ⑨ مفتی محمد شفیع مرحوم اپنی تفسیر ’معارف القرآن‘ میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ
- ”اس آیت نے بصراحت چہرہ کے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ جس سے اس مضمون کی مکمل تائید ہوگئی جو اوپر حجاب کی پہلی آیت کے ذیل میں مفصل بیان ہو چکا ہے کہ چہرہ اور تھیلیاں اگرچہ فی نفسہ ستر میں داخل نہیں، مگر بوجہ خوف فتنہ کے ان کا چھپانا بھی ضروری ہے، صرف مجبوری کی صورتیں مستثنیٰ ہیں۔“ (معارف القرآن: ج ۴ ص ۲۳۴)

- ⑩ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے اس آیت کے تحت اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ صرف چادر لپیٹ کر زینت چھپانے ہی کا حکم نہیں دے رہا ہے بلکہ یہ بھی فرما رہا ہے کہ عورتیں چادر کا ایک حصہ اپنے اوپر سے لٹکا لیا کریں۔ کوئی معقول آدمی اس ارشاد کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں لے سکتا کہ اس سے مقصود گھونگھٹ ڈالنا ہے تاکہ جسم و لباس کی زینت چھپنے کے ساتھ ساتھ چہرہ بھی چھپ جائے۔“ (تفہیم القرآن: ج ۴ ص ۱۳۱)
- ⑪ مولانا امین احسن اصلاحی (جاوید غامدی صاحب کے ’استاد امام‘) اپنی تفسیر ’تدبر قرآن‘ میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”قرآن نے اس جلباب سے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان خواتین گھروں سے باہر نکلیں تو اس کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ چہرہ بھی فی الجملہ ڈھک جائے اور انہیں چلنے پھرنے میں بھی زحمت نہ آئے۔ یہی جلباب ہے جو آج بھی دیہات میں شریف بوڑھی عورتیں لیتی ہیں جس نے بڑھ کر برقع کی شکل اختیار کر لی ہے۔“ (تدبر قرآن: ج ۶ ص ۲۶۹)
- حضرات مفسرین نے سورہ احزاب کی اسی زیر بحث آیت ۵۹ میں چہرے کے پردے کا حکم سمجھا ہے اور چہرے کا یہ پردہ خود قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام کے پیش نظر زنا اور زنا کے مقدمات و محرکات کی پیش بندی اور روک تھام ہے۔ ورنہ حقیقت ہر شخص پر عیاں ہے کہ ایک جوان عورت کا چہرہ ہی سب سے زیادہ جاذب نگاہ اور صنفی محرک ہوتا ہے، بالخصوص جب اسے غازہ و رنگ سے بھی خوب مزین کر دیا جائے۔ فقط چہرہ دیکھ لینے ہی سے عورت کے حسن و جمال کا اندازہ کر لیا جاتا ہے اور بغیر چہرہ دیکھے اس کے حسن و جمال کا تصور ممکن نہیں ہوتا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ جو اسلام محرکات زنا کو ایک ایک کر کے ان کی مخالفت کرتا ہے۔ جو نامحرم عورت کو دیکھنے پر پابندی لگاتا ہے اور غرض بصر کا حکم دیتا ہے۔ جو مرد اور عورت کو تنہائی میں یکجا ہونے سے روکتا ہے۔ جو عورت کو کسی غیر مرد سے بات کرتے وقت لگاؤ کا لہجہ اختیار کرنے سے منع کرتا ہے۔ جو اس کی آواز کا پردہ چاہتا ہے کہ عورت نماز میں امام کو اس کی غلطی پر ٹوکنے کے لئے ’سبحان اللہ‘ تک نہ کہے۔ عورت اپنی کوئی زینت بھی غیر مرد کو نہ دکھائے۔ وہ اسلام یہ کیسے چاہے گا کہ چھوٹے چھوٹے دروازوں پر تو کنڈیاں چڑھائی جائیں اور سب سے بڑے دروازے کو چوپٹ کھلا چھوڑ دیا جائے، اور نسوانی حسن و جمال کے

مرکز چہرے کو چھپانے کا کوئی حکم نہ دیا جائے۔

البتہ ہنگامی اور جنگی صورتِ حال میں یا حج اور عمرہ کے مناسک ادا کرتے وقت، علاجِ معالجے کی صورت میں اور زیادہ بوڑھی عورت کے لئے چہرے کے پردے میں رخصت دی گئی ہے، مگر اصل حکم جو عام ہے اور سب کے لئے ہے، وہ یہی ہے کہ اسلام میں عورت کے چہرے کا پردہ ضروری ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے اسی کا حکم دیا ہے۔

پردے کے بارے میں غامدی صاحب کا موقف اور اس پر ہمارا تبصرہ

عورت کے پردے کے بارے میں جناب جاوید غامدی صاحب کا موقف ’ارتقا پذیری‘ کا شکار رہتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ حالات کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔

اس کی مثالیں درج ذیل ہیں :

① دوپٹے سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”اصل میں ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کو اس بات کا احساس دلایا جائے کہ ان کی تہذیب و ثقافت کیا ہے اور انہیں کن حدود کا پابند رہ کر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ دوپٹا ہمارے ہاں مسلمانوں کی تہذیبی روایت ہے، اس بارے میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ دوپٹے کو اس لحاظ سے پیش کرنا کہ یہ شرعی حکم ہے، اس کا کوئی جواز نہیں۔ البتہ اسے ایک تہذیبی شعار کے طور پر ضرور پیش کرنا چاہئے۔ اصل چیز سینہ ڈھانپنا اور زیب و زینت کی نمائش نہ کرنا ہے۔ یہ مقصد کسی اور ذریعے سے حاصل ہو جائے تو کافی ہے، اس کے لئے دوپٹہ ہی ضروری نہیں ہے۔“

(ماہنامہ اشراق: مئی ۲۰۰۲ء، ص ۴۷)

اس سے معلوم ہوا کہ غامدی صاحب کے نزدیک مسلمان عورت کے لئے دوپٹہ یا اوڑھنی کا استعمال کوئی شرعی حکم نہیں ہے، بس ایک تہذیبی شعار اور رسم و رواج ہے، جبکہ دوسری طرف قرآن مجید کی نصِ قطعی اور واضح حکم ہے کہ

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ...﴾ (النور: ۳۱)

”اور چاہئے کہ عورتیں اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیاں (دوپٹے) ڈال لیں۔“

غالباً غامدی صاحب کے ہاں قرآن سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا ہوگا۔

② مارچ ۲۰۰۷ء میں ’جیو ٹی وی‘ کے پروگرام ’غامدی نامہ‘ میں اسلام اور پردہ کے موضوع

پرایک مذاکرہ ہوا۔ اس مذاکرے کے شرکا میں غامدی صاحب اور تین خواتین: سمیعہ راجیل قاضی، مونا اسلم اور ایک دانشور غزالہ ثار شامل تھیں۔ اس مذاکرے میں غامدی صاحب نے پردے کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا تھا کہ

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ (الاحزاب: ۵۹)

”اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی نہ ستائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اس فرمان الہی میں موجود شرعی حکم ایک عارضی اور ہنگامی حکم تھا اور منافقین اور یہود کی طرف سے مسلم خواتین کو چھیڑ چھاڑ اور ایذا رسانی سے بچانے کی ایک وقتی تدبیر تھی۔ اس آیت کا عورت کے پردے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور آج یہ حکم باقی نہیں ہے۔ (اس مذاکرے کی سی ڈی اسلام میں پردہ کے عنوان سے موجود ہے)

یاد رہے کہ غامدی صاحب اس سے پہلے مرتد کے لئے قتل کی سزا، کافر اور مسلمان کی وراثت اور کفار سے جہاد وغیرہ کو بھی وقتی اور ہنگامی احکام قرار دے چکے ہیں اور آج کے دور میں مرتد کے لئے قتل کی سزا اور آج کفار سے جہاد کرنے کے شرعی احکام کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس طرح شریعت کے بیشتر احکام غامدی صاحب کی اس ایک ہی ’لاٹھی‘ اور ’فارمولے‘ کی زد میں آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ خیر سلا!!

لیکن ہم ان کو ان کے ’استاد امام‘ مولانا امین احسن اصلاحی کا اس بارے میں موقف پیش کئے دیتے ہیں۔ وہ سورہ احزاب کی آیت ۵۹ کی تفسیر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

”اس ٹکڑے ﴿ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ ایک وقتی تدبیر تھی جو اشرار کے شر سے مسلمان خواتین کو محفوظ رکھنے کے لئے اختیار کی گئی اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اول تو احکام جتنے بھی نازل ہوئے ہیں، سب محرکات کے تحت ہی نازل ہوئے ہیں لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ محرکات نہ ہوں تو وہ احکام کالعدم ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ جن حالات میں یہ حکم دیا گیا تھا، کیا کوئی ذی ہوش یہ دعویٰ کر سکتا ہے

کہ اس زمانے میں حالات کل کی نسبت ہزار درجہ زیادہ خراب ہیں، البتہ حیا اور عفت کے وہ تصورات معدوم ہو گئے جن کی تعلیم قرآن نے دی تھی۔“ (تذکر قرآن: جلد ۶، ص ۲۷۰)

نیز اسی آیت (الاحزاب: ۵۹) کی تفسیر میں وہ مزید لکھتے ہیں کہ ”قرآن نے اس جلباب (چادر) سے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان خواتین گھروں سے باہر نکلیں تو اس کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ چہرہ بھی فی الجملہ ڈھک جائے اور انہیں چلنے پھرنے میں بھی زحمت پیش نہ آئے۔ یہی ’جلباب‘ ہے جو ہمارے دیہاتوں کی شریف بڑی بوڑھیوں میں اب بھی رائج ہے اور اسی نے فیشن کی ترقی سے اب برقعہ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس برقعہ کو اس زمانہ کے دل دادگان اگر تہذیب کے خلاف قرار دیتے ہیں تو دیں لیکن قرآن مجید میں اس کا حکم نہایت واضح الفاظ میں موجود ہے، جس کا انکار صرف وہی بر خود لوگ کر سکتے ہیں جو خدا اور رسولؐ سے زیادہ مہذب ہونے کے مدعی ہوں۔“ (تذکر قرآن: جلد ۶، ص ۲۶۹)

غامدی صاحب کے نزدیک اُمتِ مسلمہ کے تمام علمائے کرام تو ’خاک‘ کے مرتبہ میں ہیں اور پوری اُمت میں سے صرف ان کے ممدوح ’دو علما‘ ہیں جن کو وہ ’آسمان‘ کا درجہ دیتے ہیں۔ چنانچہ غامدی صاحب اپنی کتاب ’مقامات‘ میں لکھتے ہیں کہ ”میں نے بھی بہت عالم دیکھے، بہتوں کو پڑھا اور بہتوں کو سنا ہے، لیکن امین احسن اور ان کے اُستاد حمید الدین فراہی کا معاملہ وہی ہے کہ

غالب نکتہ داں سے کیا نسبت
خاک کو آسمان سے کیا نسبت“

(’مقامات‘ ص ۵۷، ۵۸، مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۱ء، لاہور)

لیکن عورت کے چہرے کے پردے کے بارے میں جاوید احمد غامدی صاحب کا موقف نہ صرف قرآن مجید اور اجماع اُمت کے خلاف ہے، بلکہ اُن کے اپنے ’استاد امام‘ کے موقف کے بھی خلاف ہے۔ □

اطلاع: دسمبر ۲۰۰۶ء اور مارچ ۲۰۰۷ء میں جن فارغین کرام کو رسالہ کی تجدید کا نوٹس بھیجا گیا ہے وہ اولین فرصت میں ادائیگی فرمادیں۔ بالخصوص وہ فارغین جنہوں نے دسمبر ۲۰۰۵ء کے بعد سے رسالہ جمع نہیں کرایا، ایک ماہ تک ادائیگی نہ ہونے پر انہیں محدث کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ محمد اصغر (منیر محدث)